من زار قبری وجبت له شفاعتی

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی

درِ حبیب ﷺ کی حاضری جنت کی ضمانت ہے

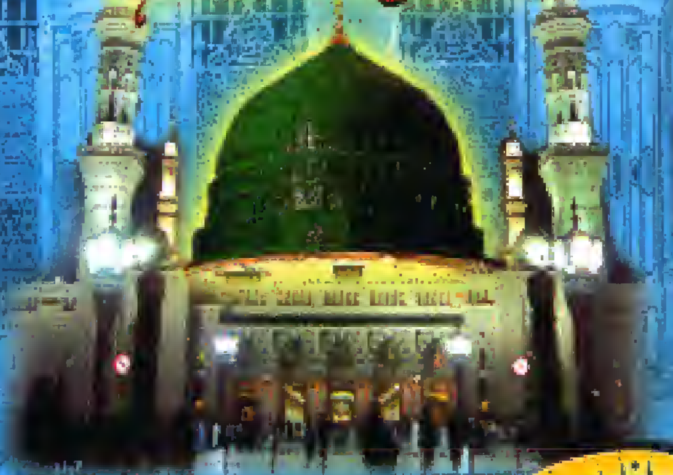

افادات از

حضرت علامہ مفتی محمد اشفاق قادری رضوی مدظلہ العالی (فیصل آباد)

قادریہ پبلشرز

عرض ناشر

در نبی پہ جیسے باریاب دیکھا ہے
اُس ایک ذرّے کو پھر آفتاب دیکھا ہے

کیا ستم ظریفی حالات ہے کہ وہ ذات والا صفات کے جن کا ظہور اقدس عالم انسانیت کیلئے مجسم رحمت بن کر آیا جو بے کسوں کی یاوری و مددگاری کیلئے جلوہ افروز ہوئے اور جن کے دامن رحمت نے گناہ گاروں اور سیاہ کاروں کو اپنی پناہ میں لے لیا وہ کہ جن کا سر اقدس محشر میں اپنے نام لیواؤں کی مغفرت اور شفاعت کا مژدہ سننے سے پیشتر سجدے سے نہیں اُٹھے گا انہیں کے نام لیوا اُن کے محامد و محاسن اور اوصاف حمیدہ کو دنیا سے پوشیدہ رکھنے کیلئے سرگرم عمل ہو گئے اور اپنی گمراہی اور کج روی میں اس قدر آگے بڑھ گئے کہ شانِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تنقید میں اُن کا دین اور یہی عمل ان کی تحریر و تقریر کا مرکز و منبع بن کر رہ گیا گویا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ و محاسن کے بارے میں لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کو وہ دین کی خدمت سمجھنے لگے ہیں۔

اے خاصہ خاصان رُسل وقت دعا ہے — اُمت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے — پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے

کچھ سنگدل اس میدان میں اتنا آگے بڑھ گئے کہ انہوں نے تو روضۂ اقدس کے سفر کو ہی شرک قرار دے دیا جبکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ گناہ گاروں اور سیاہ کاروں کو اپنے گناہوں کی مغفرت کیلئے اپنے محبوب کے درِ اقدس کی طرف بلا رہا ہے۔

"درِ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حاضری جنت کی ضمانت ہے" علامہ محمد اشفاق قادری رضوی کی اسی موضوع پر کی گئی ایک تقریر کی کتابی صورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اراکین

قادریہ پبلیشرز

الحمد لله ربّ العالمين والصلوٰة والسلام عليك يا سيّد الانبياء والمرسلين

وعلىٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعين

اعوذ باللّٰه من الشيطٰن الرجيم ۝ بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا اللّٰه واستغفر لهم الرسول

لوجدوا اللّٰه توابا رحيما (پ۵۔سورة النساء:۶۴)

صدق اللّٰه مولانا العظيم و بلغنا رسوله النبي الكريم

ونحن علىٰ ذالك لمن الشاهدين والشاكرين والحمد للّٰه ربّ العالمين

رب اشرح لى صدرى ۝ ويسرلى امرى ۝ واحلل عقدة من لسانى ۝

يفقهوا قولى (پ۱۶۔سورۂ طٰہٰ:۲۵-۲۸)

ان اللّٰه وملٰئكته يصلون على النبي يا ايها الذين اٰمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما

اللهم صل علىٰ سيّدنا ومولانا محمّد وعلىٰ آل سيّدنا ومولانا محمّد وبارك وسلم

الصلوٰة والسلام عليك يا رسول اللّٰه

وعلىٰ آلك و اصحابك يا سيّدى يا حبيب اللّٰه

الصلوٰة والسلام عليك يا سيّدى يا رحمة اللعالمين

وعلىٰ آلك و اصحابك يا سيّدى يا شفيع المذنبين

انتہائی قابلِ صد احتشام ذی وقار علمائے کرام معزز و محترم سامعین و حاضرین آج کی یہ محفل پاک جو سالانہ بھائی جنید صاحب اور ان کے برادر اکبر منعقد کیا کرتے ہیں انعقاد پذیر ہے۔ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ ان کی محنت کوشش کاوش اور ہم سب کی حاضری کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ ایسی نیک اور دینی محافل بہت زیادہ مفید ہوتی ہیں۔ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ جہاں بھی نیک اور صالح لوگوں کا ذکر ہوتا ہے وہاں ربّ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے ذکر کے طفیل ذکر کرنے والے، سننے سنانے والے اور اس محفل میں بیٹھنے والوں کی بخشش و مغفرت فرما دیتا ہے بلکہ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ فرشتوں کی جہاں دیگر مختلف ڈیوٹیاں لگی ہوئی ہیں وہاں فرشتوں کی ایک جماعت ایسی ہے جس کی ڈیوٹی ہی یہی ہے کہ وہ زمین پر منعقد ہونے والی ذکر و اذکار کی محفلوں کو تلاش کرتے ہیں کہ کہاں وہ محفل منعقد ہے چنانچہ جس وقت وہ محفل کے پاس پہنچ جاتے ہیں تو باقی فرشتوں کو وہ پکارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آؤ تمہارا مقصد ادھر ہے۔ محفل کو تلاش کرنا تھا یہاں محفل منعقد ہے اسکے بعد دوسرے فرشتے بھی آنے لگ جاتے ہیں اور وہ فرشتے اس محفل کے اوپر اپنے رحمت کے پَر پھیلائے کھڑے ہوتے ہیں۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ فرشتوں سے اوپر فرشتے حتیٰ کہ آسمانوں تک اس محفل کے اوپر رحمت کے فرشتے پَر پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں اور جب تک محفل برقرار رہتی ہے جاری رہتی ہے وہ فرشتے اسی طرح محفل کے اوپر کھڑے رہتے ہیں حتیٰ کہ محفل کے اختتام کے بعد وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچتے ہیں تو اللہ جل جلالہ وعم نوالہ سب کچھ جاننے کے باوجود ان سے پوچھتا ہے کیف وجدتم عبادی تم نے میرے بندوں کو کس حال میں پایا تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ تیرے بندے تیری رضا کیلئے تیرا ذکر کر رہے تھے دین کا ذکر کر رہے تھے آخرت کا، جنت اور دوزخ کا یہ سارے ذکر کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے جو میرا ذکر کر رہے تھے جنت کو انہوں نے دیکھا ہے فرشتے عرض کرتے ہیں یا اللہ دیکھا تو نہیں لیکن تیرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان پر ایمان لائے اور ان کے فرمان پر انہیں اپنے دیکھنے سے بھی زیادہ کامل یقین ہے اس لئے ذکر کر رہے تھے تو اللہ جل جلالہ وعم نوالہ خوش ہو کر فرماتا ہے اے فرشتو! گواہ ہو جاؤ میں نے ان تمام کی بخشش فرما دی۔ بظاہر یہ محفلیں جن کو ہم معمولی سمجھتے ہیں یہ انسان کی بخشش اور نجات کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ فرشتے عرض کرتے ہیں یا اللہ ایک آدمی ایسا بھی تھا جو گھر سے محفل میں حاضری کے ارادے سے نہیں چلا تھا بس محفل کو اس نے دیکھا تو کنارے پر وہ بھی آکر بیٹھ گیا تو حدیثِ پاک میں آتا ہے رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ فرماتا ہے هم الجلساء لا يشقىٰ جليسهم وہ بیٹھنے والے ایسے خوش نصیب ہوتے ہیں کہ جو ان کے پاس بلا ارادہ بھی بیٹھ گیا وہ بھی بد بخت نہیں رہتا اس کی شقاوت بھی سعادت میں بدل جاتی ہے تو ایسی نیک محافل جو ذکر و اذکار کی ہوتی ہیں ان کا فائدہ ہوتا ہے۔

حدیثِ پاک میں آتا ہے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا جس وقت تم جنت کے باغوں سے گزرا کرو تو کچھ کھا پی لیا کرو۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! وما ریاض الجنة وما الرتع دنیا میں زمین پر جنت کے باغ کون سے ہیں اور پھر ان جنت کے باغوں سے کھانے کا کیا مطلب ہے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حلق الذکر یہ جو ذکر کے حلقے ہوتے ہیں ذکر و اذکار کی محفلیں ہوتی ہیں یہ زمین پر دنیا میں جنت کے باغ ہوتے ہیں اور ان میں بیٹھ کر ذکر کرنا یا سننا یہ ایسا ہے جیسے جنت کے پھل کھانے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ حضرات کا دل گواہی دیتا ہے کہ جب آپ ایسی محافل میں بیٹھتے ہیں تو دل کو وہ سکون حاصل ہوتا ہے جو بڑے آرام دہ باغوں میں یا کسی جگہ سیر و تفریح سے بھی حاصل نہیں ہوتا تو اس کی وجہ یہی ہوتی ہے ذکر و اذکار۔ اللہ نے فرمایا الا بذکر تطمئن القلوب اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔ یہ ذکر و اذکار کرنا یا سننا درحقیقت جنت کے پھل کھانے کے مترادف ہے اور جس طرح پھل کھانے سے انسان کو ایک ذائقہ، لذت اور سکون حاصل ہوتا ہے اسی طرح سے یہ ذکر و اذکار جنت کا گویا کہ پھل کھانا ہے اس سے بھی انسان کو سکون حاصل ہوتا ہے چنانچہ یہی سعادت اور اسی فائدہ سے مستفید ہونے کیلئے ان محافل کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ جس سلسلے کی آج یہ محفل بھی ایک کڑی ہے۔ اللہ جل جلالہ و عم نوالہ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہم سب کو اخلاص کے ساتھ حاضری نصیب فرمائے اور ہماری اس حاضری کو اخلاص پر مبنی فرمائے اور اسے ہمارے لئے نجات کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

قرآن مجید فرقان حمید کی آیتِ کریمہ جو آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے اپنے بندوں پر مہربانی کرتے ہوئے گناہوں کو بخشوانے کا طریقہ خود بتایا ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ جانتا تھا کہ میرے بندوں کو ورغلانے والے اور خراب کرنے والے اور ان سے گناہ کروانے والے کئی لوگ ہوں گے کئی اسباب ہوں گے تو اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے فرمایا:

رحمتي وسعت كل شئ میری رحمت ہر شئے کو وسیع ہے۔

اللہ نے اپنی رحمت کا تقاضا کرتے ہوئے ہمیں خود ہی ارشاد فرمایا کہ اگر تم گناہ کر بیٹھو تو اس کے بخشوانے کا طریقہ میں خود (خدا) تمہیں بتلا رہا ہوں کہ تم اس طریقے کو اپناؤ تو تمہارے گناہ بخشے جائیں گے چنانچہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے ایک واقعہ کے حوالے سے قرآنِ پاک میں ذکر فرمایا:

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء وك (پ۵۔سورۃ النساء:۶۴)

اے محبوب! اگر یہ لوگ جو اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں جب یہ اپنی جانوں پر ظلم کریں جـــاءوك تیرے پاس آجائیں فاستغفروا الله تیرے پاس آکر اللہ سے استغفار کریں اللہ سے بخشش مانگیں واستغفر لهم الرسول اور پھر ان آنے والوں کیلئے رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی سفارش کردیں یعنی اے محبوب! تم بھی ان کی سفارش کردو کہ یا اللہ ان کی بخشش فرمادے تو لوجدوا الله توابا رحيما یہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پائیں گے۔

اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے گویا کہ طریقہ بتلایا ہے کہ اے گناہ گارو! گناہ تم سے اگر بشری تقاضے کے مطابق سرزد ہو گیا ہے یا کسی کے ورغلانے سے شیطان اور نفس امارہ کے شر سے برے ماحول یا بری سوسائٹی کی وجہ سے اگر تم سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہے تو تم اس کو بخشوانے کیلئے میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دروازے پر آجاؤ جب میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دو گے تو وہاں حاضری دینے کے بعد مجھ سے استغفار کرو۔ اب اللہ جل جلالہ وعم نوالہ تو ہر جگہ موجود ہے اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے یہ نہیں فرمایا کہ جہاں بھی تم سے گناہ سرزد ہو جائے تم استغفار کرو میں تو ہر جگہ موجود ہوں اور تمہارے اس استغفار کو قبول کروں گا۔ اگرچہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کیلئے یہ کچھ مشکل نہیں مگر اس نے مہربانی کرتے ہوئے اپنے بندوں کو اس بات سے متنبہ فرمایا کہ اگر اتنا بڑے سے بڑا گناہ بھی تم سے سرزد ہو گیا ہے کہ تم سمجھتے ہو کہ کعبے میں بھی جانے سے وہ نہ بخشا جائے گا اور مقدس مقامات پر جا کر دعا کرنے سے بھی تمہاری دعا قبول نہ ہو گی اور تمہارا گناہ نہ بخشا جائے گا تو گھبرانا مت۔ درِ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حاضری دے دینا وہ ایسا در ہے کہ وہاں سے کوئی خالی جاتا ہی نہیں۔ جب درِ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حاضری دو گے اور وہاں پر حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر ذرا اپنے مقصد کا اظہار کرو یعنی میری ذات سے استغفار کرو 'یا اللہ ہمیں بخش دے'

تو رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنے مہربان ہیں کہ وہ تمہاری سفارش کریں گے اور پھر محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سفارش اور محبّ قبول نہ کرے یہ محبت کے اصول کے خلاف ہے فرمایا محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہاری سفارش کرے۔ لو جدوا اللہ توابا رحیما تو پھر صرف یہ نہیں کہ تمہاری توبہ قبول ہو۔اور تم اللہ کو تواب پاؤ گے بلکہ توبہ کی قبولیت کے ساتھ ساتھ مزید رحمتوں کو بھی نچھاور پاؤ گے کہ میں تمہاری توبہ بھی قبول کروں گا اور اپنی رحمتوں سے بھی مالا مال فرمادوں گا۔

معلوم ہوا گناہوں کی بخشش کا سب سے بڑا ذریعہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ کی حاضری ہے۔میرے بھائیو! اللہ نے فرمایا وما ارسلنك الا رحمة اللعالمين اے محبوب! ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے صرف اور صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ جب رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام جہانوں کیلئے رحمت ہیں تو ہمیں زندگی کے کسی موڑ پر بھی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت سے دور نہیں ہونا چاہئے بلکہ رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت کو سمیٹنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

جتنا زیادہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب ہوں گے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنے زیادہ مہربان ہوں گے،سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مہربانی سے ہم مستفیض ہوں گے۔بزرگانِ دین فرماتے ہیں ذرا غور کرو چھوٹے بچے سے سبق سیکھو کہ چھوٹا بچہ جس پر ماں مہربان ہوتی ہے اس کیلئے خون پسینہ ایک کردیتی ہے حتی کہ محنت مشقت بیٹے کیلئے ماں کرتی ہے کسی وقت ماں اس بیٹے سے خفا بھی ہوجائے ناراض بھی ہوجائے اور ناراضگی کی وجہ سے اسے طمانچہ ماردیتی ہے اس سے کوئی غلطی سرزد ہوگئی ہے وہ اسے دھکا دے کر دور دھکیلتی ہے تو بچہ روتا ضرور ہے چلاتا ضرور ہے مگر اسکے باوجود دوبارہ پھر دوڑ کر جاتا ہے تو ماں کی گود میں ہی جاتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ اگرچہ مجھ سے قصور ہوا ہے غلطی ہوئی ہے تو مجھے اگر رحمت ملے گی تو اسی آغوشِ رحمت سے ملے گی میری معافی بھی ہوگی تو اسی آغوشِ رحمت سے ہوگی فرمایا واللہ کوئی ماں اپنی اولاد پر اتنی مہربان نہیں جتنا رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی اُمت پر مہربان ہیں کہ ابھی امت پیدا بھی نہیں ہوئی رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان امتیوں کیلئے بھی غاروں میں جاکر رورو کر دعائیں مانگتے ہیں کہ جو ابھی پیدا نہیں ہوئے کوئی ماں کوئی باپ اپنی اولاد کیلئے اتنے مہربان نہیں جتنے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مہربان ہیں تو جب اگر کوئی غلطی کر بیٹھیں قصور کر بیٹھیں جس کی وجہ سے دنیا میں ہمیں پھر اس کے تھپیڑے لگیں کیونکہ اللہ فرماتا ہے:

ما اصابكم من مصيبة فبما كسبت ايديكم و يعفوا عن كثير (پ۲۵۔سورۂ شوریٰ:۳۰)

تمہیں جب بھی کوئی مصیبت پہنچتی ہے تکلیف پہنچتی ہے کوئی پریشانی لاحق ہوتی ہے تو یہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی کی بدولت ہوتا ہے تمہارے اپنے عملوں کا نتیجہ ہوتا ہے اس کی وجہ سے تم پر مصائب آتے ہیں پریشانی آتی ہے تو گویا تمہارے ان گناہوں کی وجہ سے تمہیں تھپیڑے لگتے ہیں تو اگر اللہ جل جلالہ ناراض ہو کر ہمیں اسطرح کے مسائل میں مبتلا فرمادیتا ہے تو اسی اللہ جل جلالہ نے فرمایا

کہ گھبرانا مت میں نے اپنے محبوب کو ساری کائنات کیلئے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے میری ذات تو قہار بھی ہے، جبار بھی ہے، عزیز و ذوالنتقام بھی ہے میں تو بدلہ لینے والا بھی ہوں۔ فرمایا توبہ میں نے ہی تمہاری قبول کرنی ہے لیکن میں نے اپنے محبوب کو صرف اور صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے تو میرے محبوب کے دروازے پر آ جاؤ وہاں کھڑے ہو کر مجھ سے توبہ کرو گے تو میرا محبوب اتنا مہربان ہے تمہاری سفارش فرما دے گا جیسے ہی محبوب سفارش فرمائیں گے میرا تمام غضب اور انتقام جو ہے وہ رحمت میں تبدیل ہو جائے گا اور میں تمہاری بخشش فرما کر مزید رحمتوں سے نواز دوں گا۔

اور اس آیت سے پہلے وہ آیات موجود ہیں جن میں بشر نامی منافق اور ایک یہودی کے جھگڑے کا ذکر تھا پہاڑ سے اترنے والے پانی پر جھگڑا تھا کہ یہ پانی کون لگائے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس فیصلے کیلئے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جاؤ چنانچہ یہودی جو ہے وہ اس بات پر رضا مند ہو گیا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جاتے ہیں لیکن وہ بشر نامی منافق جو بظاہر مسلمان بنا ہوا تھا وہ کہنے لگا کہ نہیں فیصلہ جو ہے وہ کعب بن اشرف کے پاس جاتے ہیں اس سے کرواتے ہیں حالانکہ کعب بن اشرف کو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے طاغوت فرمایا ہے یہ سب سے بڑا سرکش و شیطان ہے۔

لیکن وہ منافق تھا وہ جانتا تھا کہ اسے تو رشوت دے کر بھی اپنے حق میں فیصلہ کروایا جا سکتا ہے اور وہ ایسی رشوتیں لیتا رہتا ہے تو میں رشوت دے کر اپنے حق میں فیصلہ کروا دوں گا لیکن اگر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو حق فرمانا ہے۔ خواہ وہ یہود کے حق میں کیوں نہ ہو تو اس لئے وہ منافق کہتا تھا کہ ہم کعب بن اشرف کے پاس جاتے ہیں اور یہودی کہتا تھا نہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس۔ بالآخر فیصلہ یہی ہوا سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جاتے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فیصلہ یہودی کے حق میں کر دیا کیونکہ وہی حق پر تھا۔ اب اس یہودی نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ سے نکلنے کے بعد کہا میں نے فیصلہ قبول کر لیا ہے لیکن وہ جو منافق تھا بظاہر کلمہ پڑھتا تھا بشر نامی اس نے کہا کہ یہ فیصلہ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے جاتے ہیں اس نے یہ سمجھا کہ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے جلالی ہیں اور میں ان کی خدمت میں جا کر جب کہوں گا کہ یہ یہودی ہے اور میں مسلمان ہوں تو وہ اس ناطے سے کہ بھئی یہ مسلمان ہے میرے حق میں فیصلہ دے دیں گے۔ چنانچہ جس وقت وہاں پہنچے فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے تو فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگے کہ جی اس طرح ہمارا جھگڑا ہے میں مسلمان ہوں اور یہ یہودی ہے۔ فیصلہ جس طرح مناسب ہو آپ فرما دیں تو اس یہودی نے کہا کہ ایک میری عرض سن لیں کہ ہم اس سے پہلے فیصلہ کروا چکے ہیں اب دوبارہ آپ کے پاس آئے ہیں۔ پہلے کن سے فیصلہ کروایا؟ یہودی نے کہا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ فاروقِ اعظم نے پوچھا سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا فیصلہ کیا ہے تو اس یہودی نے کہا میرے حق میں فیصلہ کیا ہے۔

اس بشر نامی منافق سے جو بظاہر مسلمان بنا ہوا تھا اس سے فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا ٹھیک ہے پہلے گئے ہو ادھر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی طرح فیصلہ کیا ہے تو کہا ہاں جی اسی طرح فیصلہ کیا ہے۔اس کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر گئے اور گھر سے تلوار لے آئے اور اس منافق کی گردن کو اُڑا دیا فرمایا جو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیصلے کو نہیں مانتا پھر فاروق کا فیصلہ اس کیلئے یہی ہے چنانچہ اس کی گردن کو اُڑا دیا۔

اللہ عزّ وجل نے ارشاد فرمایا:

فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم (پ۵۔سورۃ النساء:۶۵)

اے پیارے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! تیرے ربّ کی قسم کہ یہ لوگ اس وقت تک مومن ہو ہی نہیں سکتے جب تک اپنے تمام معاملات میں تیرے فیصلے کو تسلیم نہ کریں۔

معلوم ہوا اللہ جل جلالہ نے بھی اس بات کی تائید فرمادی کہ یہ مسلمان نہیں تھا بلکہ منافق تھا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیصلے کو تسلیم نہیں کرتا تھا۔اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا اے محبوب ان لوگوں کی منافقتوں کی حالت یہ ہے:

اذا قيل لهم تعالوا الىٰ ما انزل الله والى الرسول (پ۵۔سورۃ النساء:۶۱)

جب انہیں یہ کہا جائے کہ آؤ اس کی طرف جو اللہ نے اتارا ہے اور اللہ ورسول کی طرف آؤ یعنی قرآن اور رسول کی طرف آؤ تو فرمایا:

رايت المنٰفقين يصدون عنك صدودا (پ۵۔سورۃ النساء:۶۱)

اے محبوب تم منافقوں کو دیکھو گے وہ قرآن قرآن تو کریں گے لیکن تیری بارگاہ میں آنے سے اعراض کریں گے تیری بارگاہ میں نہیں آئیں گے تو جو رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نہ آئے وہ منافق ہے اور اللہ نے فرمایا:

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك

اے محبوب اگر یہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے گنہگار یہ تیری بارگاہ میں آجائیں اور وہاں آکے مجھ سے استغفار کریں آپ سفارش کریں تو میں تمام غضب کو رحمت میں تبدیل کرکے ان کی دعاؤں کو قبول بھی کرلوں گا توبہ بھی قبول ہوجائے گی اور مزید رحمتیں بھی عطا فرماؤں گا۔

اور یہ قرآن پاک قیامت تک کیلئے واجب العمل ہے یہ نہیں کہ یہ حکم صرف اس وقت کیلئے تھا جب رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظاہری حیات کے ساتھ جلوہ گر تھے نہیں بلکہ یہ حکم قیامت تک کیلئے جاری ہے۔ تفاسیر میں موجود ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد ایک اعرابی (دیہاتی) دیہات سے آیا کہ میں جاتا ہوں اپنے گناہوں کی بخشش کیلئے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سفارش کرواتا ہوں تو وہ چلا وہاں سے جب مدینہ منورہ پہنچا اسے پتا چلا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو پردہ فرما گئے ہیں آپ کا تو وصال ہوگیا ہے وہ آیا سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور پر اس نے اپنا سر رکھا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور پر رونے لگا اور عرض و معروض کرنے لگا:

یا خیر من دفنت بالقاع اعظمه　　　فطاب من طیبهن القاع والاکم
نفسی الفداء لقبر انت ساکنه　　　فیه العفاف وفیه الجود والکرم

وہاں کھڑا ہوا اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مناقب اور تعریفیں اور شان بیان کرنے لگا اور اس کے بعد اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کا فرمان ہے اور یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرلیں تو تیری بارگاہ میں آجائیں اور وہاں کھڑے ہو کر استغفار کریں تو آپ ان کی سفارش کردیں تو میں (اللہ) توبہ قبول کرلوں گا اور اپنی رحمتوں سے بھی نوازدوں گا تو یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اس اللہ کے حکم کے مطابق حاضر ہوگیا ہوں۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصال فرما چکے ہیں اور وہ اعرابی صحابی کہہ رہا ہے میں اس اللہ کے حکم کے مطابق حاضر ہوگیا ہوں باقاعدہ اس آیات کریمہ کا حوالہ دے کر اس نے یہ عرض کیا کہ حضور میں آگیا ہوں اور میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے میری سفارش کیجئے تاکہ میری بخشش ہوجائے چنانچہ قبر انور سے آواز آئی کہ قد غفرلہ اے آنے والے فکر نہ کر تیری بخشش ہوگئی اللہ نے تیری بخشش فرمادی ہے۔

تو معلوم ہوا کہ یہ حکم صرف سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیات کیلئے نہ تھا بلکہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد قیامت تک جو آدمی بھی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دے گا اور اپنے گناہوں کیلئے استغفار کرے گا رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کیلئے سفارش فرمائیں گے اور اللہ اس کی بخشش فرمادے گا۔

جیسا کہ اس حدیثِ پاک میں آیا کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور سے آواز آئی کہ آنے والے دیہاتی تیری بخشش ہوگئی ہے۔ اب ذرا غور فرمائیں وہاں حاضری کا طریقہ کیا ہے جو اس حدیثِ پاک سے ثابت ہوا کہ جب وہاں حاضری دو تو پہلے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام پیش کر کے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مناقب بیان کرو چنانچہ اس نے کہا:

یا خیر من دفنت بالقاع اعظمه　　　　فطاب من طیبهن القاع والاکم

کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہاں تو ایک بالکل بیابان علاقہ تھا جہاں آپ کی تدفین ہوئی اور آپ قبر میں جلوہ فرما ہیں۔ پہاڑی علاقہ جہاں کوئی آب وگیاہ کا انتظام نہیں مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کی برکات سے آج پہاڑوں سے بھی خوشبوئیں آرہی ہیں، ٹیلوں سے بھی خوشبوئیں آرہی ہیں، اتنی آپ کی برکت ہے۔ وہاں کے لوگ نجدی حکومت والے تو آج بھی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جالیوں کو ہاتھ نہیں لگانے دیتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے جو ستون ہیں ان کو ہاتھ نہیں لگانے دیتے اس سے برکت ہوگی لیکن آنے والے جو ہیں صحابی وہ یہ عرض کر رہے ہیں:

فطاب من طیبهن القاع والاکم

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کی خوشبوؤں سے تو یہ سارے ٹیلے اور در و دیوار یہ سب خوشبودار اور معطر ہوچکے ہیں یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فیض تو ان سے بھی ظاہر ہورہا ہے اور پھر فرمایا:

نفسی الفداء لقبر انت ساکنه

میری تو جان قربان ہے اس قبر پر جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور لفظ کیا بولا انت ساکنه جس کے معنی ہیں آپ ساکن ہیں یعنی صحابی کا یہ عقیدہ نہیں کہ معاذ اللہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مر کے مٹی میں مل گئے ہیں اور اب فوت ہوگئے ہیں ختم ہوگئے ہیں نہیں بلکہ فرماتے ہیں پہلے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس دنیا پر ظاہری ان مکانوں میں ساکن تھے اور اب بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی قبر میں ساکن ہیں حیات کے ساتھ جلوہ گر ہیں بلکہ وہ حیات جو ہے دنیا والی حیات سے بھی اعلیٰ ہے اور کہا کہ

فیه العفاف وفیه الجود والکرم

یہ وہ قبر انور ہے کہ جہاں عفاف بھی ہے الحمد للہ ہر طرح کی عفت پاک دامنی اور معافی بھی ہے اور جود اور کرم بھی ہے آج بھی یہاں سے سخاوت کے چشمے پھوٹ رہے ہیں اور کرم نوازیاں ہورہی ہیں گویا کہ صحابی نے اقرار کیا کہ یہ ہی نہیں کہ صرف ظاہری حیات میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فیض حاصل ہوتا تھا بلکہ آج بھی پردہ فرمانے کے بعد بھی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیض کے خزانے لٹا رہے ہیں اور پھر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اپنی جان پر ظلم کر بیٹھا اور اللہ کے فرمان کے مطابق آیا ہوں آج بھی کوئی حاضری دے تو اس کو یہی یقین رکھنا چاہئے کہ میں خود نہیں آیا اللہ کے حکم پر آیا ہوں۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت الشاہ امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ اسی لئے فرماتے ہیں

کہ مجرم بلائے آئے ہیں جاءوک ہے گواہ

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم مجرم جو آپ کی بارگاہ میں حاضر ہیں تو ہم خود حاضر نہیں ہوئے ہمیں حکم دیا گیا ہے اللہ نے حکم فرمایا ہے اوراس کی شہادت کیا ہے۔ جاءوك کہ قرآن پاک میں جاءوك موجود ہے اللہ نے فرمایا جاءوك اے محبوب تیرے دروازے پر آجائیں تو

مجرم بلائے آئے ہیں جاءوک ہے گواہ

اور پھر

ردّ ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

ہم تو یقین رکھتے ہیں کہ ہماری دعا یقیناً قبول ہوجائے گی۔ اس لئے کہ جس کریم کے دروازے پر باقاعدہ بلایا جاتا ہے تو وہ کریم پھر اسے خالی واپس نہیں لوٹاتا آج بھی وہ کتابیں جن کے اندر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کا طریقہ لکھا ہوا ہے اس میں یہ الفاظ ہوتے ہیں۔ باقاعدہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دیتے وقت پہلے تو اللہ کی حمد کے بعد سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف کی جائے۔

قد بلغت الرسالة واديت الامانة

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے ذمے جو اللہ نے رسالت کا کام لگایا تھا آپ نے پورا فرمادیا اور جو دین کی امانت تھی آپ نے ساری پہنچادی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مناقب بیان کئے جائیں وہ اپنی بولی میں ہوں عربی میں ہوں جس طرح بھی ہوں آدمی بیان کرے اوراس کے بعد پھر یہ کہتا ہے یہ آیت شریف پڑھ کر اللہ جل جلالہ نے فرمایا:

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم

الرسول لوجدوا الله توابا رحيما (پ۵۔سورۃ النساء:۶۴)

یہ پڑھ کے پھر آدمی کہے:

قد جئتك هاربا من الذنوب مستشفعا بك مستجيرا بك

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اپنے گناہوں سے بھاگا ہوا، پریشانیوں میں گھرا ہوا ہوں۔

آج بھی یہی طریقہ لکھا ہوا ہے کیا مطلب قیامت تک کیلئے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ کی حاضری اپنے لئے گناہوں کی بخشش کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ استغفار تو دوسری جگہ پر بھی کیا جا سکتا ہے۔ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زم زم شریف پی کر جو بھی دعا مانگو اللہ قبول فرمائے گا۔ وہاں بھی گناہوں کی بخشش کی دعا مانگی جا سکتی ہے۔ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان کی جو جگہ ہے اس کا تو نام ہی مستجاب ہے یعنی قبولیت کی جگہ کہ وہاں ستر ہزار فرشتے ہر دعا مانگنے والے کی دعا پر آمین کہتے ہیں تو وہاں بھی بخشش کی دعا مانگی جا سکتی ہے۔ مقام ملتزم جہاں حجاج کرام چمٹ کر دعائیں مانگتے ہیں، کعبے کی چوکھٹ کو پکڑ کے وہ بھی قبولیت کی جگہ ہے۔ میدانِ عرفات، منیٰ یہ سب قبولیت کی جگہیں ہیں مگر اللہ جل جلالہ نے یہ نہیں فرمایا کہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھو تو تم وہاں چلے جاؤ مستجاب پر کھڑے ہو کر دعا مانگو ملتزم پر کھڑے ہو کر کہ وہ سب دعا کی قبولیت کی جگہیں ہیں مگر کوئی اتنا بڑا ظلم کر بیٹھے کہ وہ یہ سمجھے کہ میرا گناہ کسی جگہ بھی معاف نہیں ہوگا تو پھر بھی وہ گھبرائے نہیں اللہ فرماتا ہے میں خود بتلا رہا ہوں کہ میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دروازے پر آ جاؤ میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی (چوکھٹ پر) حاضری دو گے تو گویا کہ آغوشِ رحمت میں تم آ گئے اور جب آغوشِ رحمت میں آؤ گے تو اس کی رحمت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ تمہارے لئے سفارش فرما دیں گے اور ان کی سفارش کے بعد تمہاری توبہ بھی قبول ہو جائے گی اور مزید رحمتوں سے بھی سرفراز کر دیئے جاؤ گے۔ یہاں سے ایک تو یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اللہ والے کی قبر پر جانا اور اللہ والے کی قبر پہ جا کے اس سے اپنے لئے بخشش کی دعا کی التجا کرانا کہ آپ اللہ کے پیارے ہیں میرے لئے بخشش کی دعا کر دیں تو کوئی خلافِ شرع کام نہیں۔ لوگ آج کہتے ہیں کہ اولیاء کرام کی قبروں پر نہیں جانا چاہئے۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اللہ نہیں، اللہ کے رسول اور محبوب ہیں اور جتنے اولیاء اللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں وہ بھی سارے کے سارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع اور اطاعت کی وجہ سے محبوب ہیں۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا:

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی

فرما دو تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو جب میری اتباع کرو گے

یحببکم اللہ

اللہ تمہیں اپنا محبوب بنائے گا۔

جو بھی رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع میں زندگی گزارے گا وہ اللہ کا پیارا اور محبوب ہو جائے گا اور اولیائے کاملین کی ساری زندگی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع میں گزرتی ہے تو اولیاء کاملین یہ بھی اللہ کے پیارے ہوتے ہیں تو یہ بھی کوئی خدا نہیں ہیں نہ ہم رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خدا مانتے ہیں اللہ نے خود اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مبارک اور اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دینے کا حکم دیا ہے اور وہاں جا کر صحابی جو ہیں وہ جو سب سے زیادہ قرآن کو

سمجھتے ہیں وہ اپنے عمل سے بتلا رہے ہیں کہ بعد الوصال سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور پر کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سفارش طلب کرتے ہیں اور قبر انور سے باقاعدہ جواب آ رہا ہے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، اے آنے والے اعرابی فکر نہ کر تیری بخشش ہوگئی یعنی ہم نے سفارش کردی اور اللہ جل جلالہ نے تیری مغفرت فرمادی تو معلوم یہ ہوا کہ اللہ کے پیاروں اور ولیوں کے مزارات اور قبروں پر جانا اور وہاں جا کر اپنے لئے بخشش کی دعا کی التجا کرنا یہ کوئی خلاف شرع نہیں خلاف حدیث نہیں بلکہ عین نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کا طریقہ ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار پُر انوار پر خود حاضری دیا کرتے تھے اور ان کا اپنا یہ طریقہ تھا کہ گناہ بخشوانے کیلئے کوئی غلطی ہوگئی ہے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں التجا کرتے آج بھی اللہ تعالیٰ ہر ایک کو بار بار مدینہ منورہ کی حاضری نصیب فرمائے وہاں دیکھیں ریاض الجنۃ شریف میں کچھ ستون ہیں جن ستونوں کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہوتا ہے کہ یہ بڑے بابرکت ستون ہیں استوانہ عائشہ ہے اس کے ساتھ ہی آگے ستون ہے جس پر لکھا ہے 'استوانہ توبہ ابی البابہ' ابولبابہ کی توبہ والا ستون۔ یہ ابولبابہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی ہیں ان سے خطا سرزد ہوگئی اور وہ کیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک راز کو فاش کر بیٹھے۔ یہودیوں کے قلعے کا محاصرہ کیا جا چکا تھا۔ اب یہودیوں نے قلعے کو بند کرلیا کہ اگر ہم باہر نکلتے ہیں تو ہمیں قتل کردیا جائے گا۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابولبابہ سے کہا کہ جاؤ تم ان سے جا کے بات کرو۔ چنانچہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب گئے تو انہوں نے ان کیلئے دروازہ کھول دیا۔ بھئی بات چیت کرنے کیلئے آئے ہیں۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا پہلے قلعے کا دروازہ کھول کر تم نیچے اُتر آؤ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے تو انہوں نے کہا کہ پہلے یہ بتاؤ کہ ہم اگر اپنے آپ کو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سپرد کردیں تو ہمارے ساتھ کیا سلوک ہوگا۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منہ سے تو کچھ نہ کہا اُنگلی کا اشارہ کر کے گردن پر یوں انگلی پھیری مطلب کہ تمہاری گردنیں اُڑا دی جائیں گی یہ اشارہ تو کر بیٹھے لیکن فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ میں نے تو بڑا ظلم کیا اپنے اوپر کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے امین بنا کر بھیجا تھا اور مجھ سے یہ غلطی ہوگئی خطا ہوئی۔ اشارہ سے ہی سہی ان کو میں نے بتلا دیا کہ تمہارے ساتھ یہ سلوک ہوگا تو اب یہ گناہ اتنا بڑا ہوا ہے تو یہ میرا گناہ بخشا جانا چاہئے اب حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کعبہ شریف بھی نظر آ رہا تھا، مقام ملتزم بھی نظر آ رہا تھا، مستجاب بھی نظر آ رہا تھا، زم زم کا کنواں بھی نظر آ رہا تھا، منیٰ و عرفات، جبل رحمت ساری جگہیں نظر آ رہی تھیں مگر حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آپ کو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حجرے کے سامنے جو ستون ہے اس کے ساتھ آ کر باندھ دیا اور کہا میں مجرم ہوں رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے کھولیں گے تو کھلوں گا ورنہ نہیں اپنے آپ کو وہاں آ کے باندھ دیا اور رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف متوجہ رہے کہ جب تک سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معاف نہیں فرمائیں گے میری توبہ قبول نہیں ہوگی۔ وہاں اپنے آپ کو باندھ دیا۔

بالآخر رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبح تہجد کے وقت وضو فرمار ہے تھے اور مسکرانے لگ گئے۔ اُمہات المؤمنین میں سے اُم المؤمنین حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا آپ مسکراتے کیوں ہیں اللہ آپ کو ہمیشہ مسکراتا رکھے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ابولبابہ کی توبہ قبول ہوگئی اس سے اس وقت بھی حضرت ابولبابہ نے یہ نہیں کہا کہ فوراً مجھے کھول دو صحابہ کرام موجود تھے مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے آئے ہوئے تھے وہ آگے دوڑے کہ کھول دیں۔ لیکن حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے مجھے کھولیں گے تو کھلونگا۔ معلوم یہ ہوا کہ صحابہ کا عقیدہ تھا کہ جو گناہ کہیں نہ بخشا جائے وہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دینے سے بخشا جائے گا کیونکہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ نے کائنات کیلئے رحمۃ اللعالمین بنایا ہے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مہربان ہوگئے تو خدا مہربان ہوجائے گا اس لئے حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بجائے اس کے کہ کعبے کی طرف رُخ کرتے یا دوسری قبولیت کی جگہوں پر رخ کرتے" نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دروازے پر آکر اپنے آپ کو باندھ دیا تو آج بھی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ کی حاضری یہ انسان کیلئے گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ اس کے علاوہ حصول مراد کیلئے وہاں جو بھی دعا کی جائے" رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعا کی تائید فرماتے ہیں اور اللہ جل جلالہ اس دعا کو قبول فرماتا ہے۔

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تو ان آیات اور ان احادیث کی روشنی میں الحمدللہ ایسا عقیدہ رکھتے ہیں اور وہ یقین اور عقیدہ آگے پھر اُمت کو انہوں نے منتقل کیا کہ جب رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جاؤ تو اس وقت حاضری کا طریقہ کیا ہونا چاہئے۔ فرماتے ہیں ۔

لب وا ہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں
کتنے مزے کی بھیک تیرے پاک در کی ہے

(یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مطلب یہ ہے کہ لب وا ہیں ہونٹ ہل رہے ہیں اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام پیش کررہے ہیں آنکھیں بند ہیں اور پھیلی ہیں جھولیاں جھولی پھیلائی ہوئی ہے اور آنکھیں بند ہیں اب غور کرنے کی بات یہ ہے کہ آنکھوں کو بند کرنے کی ضرورت کیا ہے منگتا جو ہے وہ تو دیکھتا ہے کہ داتا میرا جو ہے وہ مجھے کیا کچھ دیتا ہے اس لئے اس کی تو آنکھ کھلی ہوتی ہے لیکن اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، درِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حاضری دو تو آنکھیں بند کرلو۔ کھول کر نہ کھڑے ہو یہ نہ دیکھو کہ خیرات کتنی ملے گی جو تمہاری ضرورت ہے وہ تمہیں خود کو پتا نہیں جتنا دینے والے آقا کو پتا ہے اور آقا اتنا دے دیں گے کہ جھولیاں بھر دی جائیں گی اور تمہیں کسی قسم کی کمی نہیں رہے گی۔ اسلئے فرماتے ہیں وہاں آنکھیں بند کرکے بھیک کیلئے اپنا دامن پھیلا دو اور زبان سے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھتے رہو یہ دیکھو بھیک کا انداز بھی کتنا اچھا ہے

اور فرمایا جو بھی مانگو گے رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ملے گا۔ دوسرا مسئلہ یہاں سے یہ معلوم ہوا کہ اہلِ قبور سے استعانت اور ان سے مدد لینا فیض و برکات لینا یہ بالکل جائز ہے اور دُرست ہے۔ قرآنِ پاک کی اس آیت سے ثابت ہے کہ اللہ نے یہ فرمایا محبوب کے دروازے پر آجائیں اور اللہ جانتا تھا محبوب کی ظاہری عمر اتنی ہے اس کے بعد سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پردہ فرمانا ہے اور قرآن کا حکم یہ ہے کہ قیامت تک کیلئے ہے تو اب بعد میں آنے والے آئیں گے تو کہاں آئیں گے ظاہر ہے قبرِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر آئیں گے، نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضے پر آئیں گے کہ اور پھر اللہ فرماتا ہے کہ اے میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ تیرے پاس آجائیں تو معلوم یہ ہوا کہ اللہ نے خود قیامت تک کیلئے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبرِ انور پر حاضری کیلئے حکم دیا ہے بلکہ حدیثِ پاک میں آتا ہے امام شعرانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، قیامت کے قریب کعبہ شریف بھی چل کر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ پاک کی حاضری دے گا اور عرض کرے گا، جن آپ کے اُمتیوں نے میرا طواف کیا ہے ان کی سفارش اور شفاعت میرے ذمے رہی، میں ان کی شفاعت کر کے بخشش کرواؤں گا اور یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو نہیں پہنچ سکے انھیں اور ان کی سفارش آپ فرمائیں آپ کی شفاعت سے اللہ جل جلالہ ان کی مغفرت فرمادے گا تو رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبرِ انور پر حاضر ہونا جس کا حکم اللہ نے فرمایا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا باقاعدہ طریقہ یہ ہوتا ہے حدیثِ پاک میں آتا ہے مشکوٰۃ شریف میں حدیث موجود ہے کہ رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بارش بند ہوگئی قحط پڑ گیا مدینہ منورہ میں لوگ سارے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ بارش نہیں ہوتی قحط ہو گیا تو اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جاؤ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبرِ انور پر جاؤ اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبرِ انور میں جہاں چہرہ مبارک ہے اس کے سامنے چھت پر سوراخ کر دو کہ آسمان اور قبرِ انور کے درمیان کوئی شے حائل نہ رہے یہ چھت جو حائل ہے یہ ہٹ جائے وہاں سوراخ کر دو بس اسی عمل کا حکم دیا صحابہ کرام نے ایسے جا کے کیا جیسے ہی درمیان سے پردہ ہٹا اور آسمان کی نظر گویا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبرِ انور پر پڑی فوراً موسلا دھار بارش ہوگئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبرِ انور کو دیکھتے ہی گویا بارش ہوگئی اسی طرح جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبرِ انور کی زیارت کیلئے کوئی جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے مہربان ہو کر انوار کی بارش اور رحمت نازل فرمادی ہے۔

حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور پر حاضر ہوئے امام بیہقی نے اس کو نقل فرمایا قبر انور پر حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بڑا قحط ہے بارش نہیں ہوتی۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پردہ فرمائے کئی سال گزر گئے۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی پردہ فرما گئے۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ ہے تو حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں جاتے ہیں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ انور پر حاضری کیلئے حاضری دیتے ہیں اور حاضری دینے کے بعد عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استسق لامتک حضور اپنی امت کیلئے بارش کی دعا فرمائیں بارش نہیں ہو رہی ہے۔ رات کو خواب میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زیارت سے مشرف فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جا کر میرا سلام کہو اور انہیں کہو کہ لوگوں پر ذرا اپنا ہاتھ نرم رکھیں اور ساتھ یہ بھی خوشخبری دے دو بارش ہوگی چنانچہ صبح کو بارش ہوگئی۔ حضرت بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جا کے عرض کیا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں کہ حضور اپنی اُمت کیلئے بارش کی دعا فرمائیں رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خوشخبری دے دی کہ باش ہوگی یعنی اللہ کی بارگاہ میں عرضی پیش کر دی اور اللہ نے فوراً اس کو قبول فرمالیا چنانچہ قحط خوشحالی میں تبدیل ہوگیا۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ اتنا اللہ عزّ وجل نے سبزہ پیدا کیا اور ایسی خوشحالی آئی کہ اونٹ اتنے موٹے ہوگئے کہ چربی کی وجہ سے ان کے جسم پھٹنے لگ گئے اتنا موٹا پن ان میں آ گیا اور اسطرح سے خوشحالی پیدا ہوگئی۔ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دینے والے صحابہ کرام کے واقعات کی ایک فہرست ہے کہ صحابہ کرام بھی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ انور پر جاکے جو کچھ مانگا مل گیا جو روضہ پر نہیں بھی پہنچ سکے دور سے انہوں نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں التجا کی تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی دعا کو رد نہیں کیا۔ جنگوں میں جب جنگ کیا کرتے تھے تو صحابہ کرام وہاں پر بھی رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف توجہ کیا کرتے تھے بلکہ اپنے شعار جو ہیں وہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام کو بنا لیتے تھے۔ چنانچہ جنگِ یمامہ میں صحابہ کرام کا شعار تھا البدایہ والنہایہ میں موجود ہے کہ ان کا شعار یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تھا کہ وہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یا کے ساتھ پکارا کرتے تھے۔ یا رسول اللہ یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ کا شعار تھا۔ اللہ جل جلالہ نے تمام جنگوں میں صحابہ کرام کو فتح عطا فرمائی کیونکہ وہ متوجہ ہوتے تھے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف گویا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی فتح کیلئے دعا فرماتے تھے توجہ فرماتے تھے بلکہ بعض تو ایسے واقعات ہیں علامہ واقدی نے خود نقل فرمائے کہ آدمی حیران ہو جاتا ہے۔ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خداداد قوت کے ساتھ تصرف فرماتے ہوئے باقاعدہ جنگوں میں صحابہ کرام کی مدد کی۔

علامہ واقدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوح الشام میں خود نقل کرتے ہیں کہ جس وقت انطاکیہ فتح ہوگیا حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر کو لے کر انطاکیہ کی طرف گئے اور انطاکیہ فتح ہوگیا تو یہ روم کا علاقہ تھا ہرقل جو بادشاہ تھا وہ نکل گیا انطاکیہ سے تو اس کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ پہاڑوں کے اندر جو سرنگیں ہیں ان کے اندر بھی داخل ہو جاؤ اور آخر تک دیکھ آؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ مخالف کی فوجیں ان سرنگوں کے ذریعے سے ہم پر حملہ آور ہو جائیں اور ہماری فتح شکست میں نہ تبدیل ہو جائے تو چار ہزار آدمیوں کا لشکر مرتب کیا گیا جن میں سے تین ہزار عربی یمنی تھے اور ایک ہزار سوڈانی تھے سوڈانی کالے رنگ والے سوڈانیوں پر جس کو امیر بنایا تھا ابوالہلول داس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا نام تھا جن کو سوڈانیوں پر امیر بنایا اور کل لشکر کے امیر ایک ہزار یہ اور دوسرے تین ہزار عربی ان تمام پر امیر جو ہے وہ حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنایا گیا۔

علامہ واقدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ چار دن متواتر دن رات سرنگوں میں چلتے رہے آخر میں جس وقت چار دن کا سفر کرنے کے بعد یہ ایک میدان میں پہنچ گئے انہیں اطمینان ہوگیا کہ سرنگوں میں جو ہے کوئی دشمن کی فوج نہیں تھکے ہوئے بھی تھے سردی بھی تھی ٹھٹھرے ہوئے تو انہوں نے کہا لکڑیاں جمع کرو اور لکڑیاں جمع کرنے کے بعد آگ جلاتے ہیں تاکہ ہم لوگ کچھ تاپ لیں اور سردی دور کریں اس سلسلے میں کچھ لوگ گئے لکڑیاں جمع کرنے کیلئے تو انہیں ایک آدمی آگ کا پجاری وہ جاسوسی کرتے ہوئے پکڑا گیا پکڑ کر لائے انہوں نے حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیا حضور یہ جاسوس معلوم ہوتا ہے تم نے کیسے پہچانا کہنے لگے جی یہ سر اٹھا کر دیکھتا تھا اور پھر چھپ جاتا تھا اس کی نقل و حرکت سے ہمیں محسوس ہوگیا کہ یہ جاسوس ہے امیر لشکر حضرت میسرہ بن مسروق نے اس سے کہا ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے **الصدق ينجي والكذب يهلك** سچائی نجات دیتی ہے اور جھوٹ ہلاک کر دیتا ہے تو اگر تم سچ بولو گے تو ہم تمہیں چھوڑ دیں گے اور اگر جھوٹ بولو گے تو پھر تمہیں قتل کر دیا جائے گا تم بتلاؤ کون ہو اور کس مقصد کیلئے آئے ہو تو اس نے کہا جناب میں واقعی جاسوس ہوں اور دیکھنے کیلئے آیا ہوں کہ رومی فوجیں تیس ہزار کی تعداد میں ان دروں کی طرف ان سرنگوں کی طرف آ رہی ہیں اور وہ تیس ہزار اس لئے آ رہے ہیں کہ یہ چار ہزار مسلمان ہیں سارے ہی ان کو گھیر ڈال کر ہمیں پر سب کو شہید کر دیں تو مجھے جاسوسی کیلئے بھیجا تھا کہ یہ دیکھ آؤ کس جگہ ٹھہرے ہوئے ہیں حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ کتنی دور ہیں کب تک پہنچ جائیں گے تو اس نے کہا عنقریب پہنچنے والے ہیں یہ کہنا تھا کہ وہ تیس ہزار کی فوج نمودار ہوگئی انہوں نے آتے ہی ان مسلمانوں پر حملہ کر دیا جو تعداد میں صرف چار ہزار تھے چار دن رات متواتر سفر کرتے ہوئے تھکے ہوئے تھے اس کے علاوہ سردی سے ٹھٹھرے ہوئے بھی تھے مگر یہ اُن کے مقابلے میں ڈٹ گئے شام تک لڑائی ہوتی رہی وہ تیس ہزار ان چار ہزار مسلمانوں کو زیر نہ کر سکے۔ چنانچہ شام کو نتیجہ کیا تھا کہ مسلمانوں کے پچاس آدمی شہید ہوگئے اور دس آدمی ان کے لاپتہ ہوگئے کچھ قید ہوگئے اور ادھر جو رومیوں کے تھے

عیسائیوں کے ان کے نوسو آدمی مارے گئے اور اتنے ہی ان کے قید ہو گئے۔ نتیجہ الحمدللہ شام کو جو تھا وہ مسلمانوں کے حق میں تھا لیکن حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے جو دس آدمی لا پتہ ہیں انہیں شہداء کی لاشوں میں تلاش کروان میں تو نہیں حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات ساری جاگ رہے تھے اور بڑی پریشانی کے عالم میں تھے کسی نے پوچھا حضور کیوں پریشان ہیں فرمایا مجھے سب سے بڑی پریشانی ہے کہ سوڈانیوں کے جو امیر تھے ابوالہول دامس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ نظر نہیں آرہے ہیں معلوم ہوتا ہے دشمنوں کی قید میں آگئے ہیں اور پتا نہیں دشمن ان کے ساتھ کیا سلوک کریں گے بہرحال اپنے لشکر کو کہا تم آرام کرو اور میں جاگتا ہوں تمہاری رکھوالی کیلئے کہ یہ کہیں بدعہدی کر کے رات ہی میں حملہ نہ کردیں۔ اس اثناء میں ہوا یہ کہ رات کافی بیت چکی تھی صبح کا وقت تھا کہ وہ باقی رومی جوان کے اٹھائیس ہزار آدمی تیس ہزار میں سے بچے ہوئے وہ اٹھائیس ہزار آدمی جو آرام کر رہے تھے یکدم ان میں بھگدڑ مچی اور ایسے ہوا کہ ان پر کسی نے حملہ کر دیا ہے پھر دوبارہ لڑائی شروع ہوگئی تو میسرہ بن مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم نے سمجھا کہ شاید بدر و حنین کی طرح ہماری مدد کیلئے فرشتے اُتر آئے ہیں تو ان لشکریوں کو کہا کہ اُٹھو جنگ دوبارہ شروع ہوگئی ہے ہم ان کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں چنانچہ چار ہزار انہوں نے حملہ کر دیا تو میسرہ بن مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ ابوالہول رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ہیں وہ اپنے دس ساتھیوں کے ساتھ ان پر حملہ آور ہوئے یعنی وہ کوئی فرشتے نہیں تھے جنہوں نے آکے ان پر حملہ کر دیا بلکہ ابوالہول دامس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو سوڈانیوں کے امیر تھے اور وہ دس آدمی دوسرے جو گرفتار تھے انہوں نے مطلب دس آدمیوں نے حملہ کر دیا اب انہوں نے اندر سے حملہ کیا باہر سے ادھر مسلمانوں کی دوسری فوج جو چار ہزار تھی الحمدللہ رومیوں کو پسپا کر دیا کافی آدمی ان کے مارے گئے اللہ نے فتح عطا فرمائی اور وہ جس ناپاک ارادے سے آئے تھے کہ ہم مسلمانوں کو ختم کر دینگے اس میں ناکام ہوئے حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور ابوالہول دامس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اس کا ماتھا چوما اور کہا میں ساری رات تمہارے لئے متفکر تھا تم کہاں تھے بتلاؤ تو سہی تو حضرت ابوالہول دامس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ امیر صاحب میں اور میرے ان دس ساتھیوں کو انہوں نے گرفتار کر لیا تھا ہمیں زنجیروں کے ساتھ جکڑ دیا گیا۔ پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی گئیں اور لشکر سے دور ہمیں وہاں ڈال دیا گیا۔ باقی یہ سارے کے سارے آرام کرنے لگ گئے ہم بڑے پریشان تھے چنانچہ رات کا کچھ حصہ گزرا تو اچانک ایک بزرگ تشریف لائے جن کا چہرہ نورانی تھا اور آتے ہی انہوں نے مجھے سلام فرمایا اور سلام فرمانے کے بعد مر یدہ علی یدیہ لوہا جو میرے اوپر باندھا ہوا تھا ہتھکڑیاں وغیرہ انہوں نے اس پر ہاتھ پھیرا اور وہ لوہے کی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ساری ٹوٹ گئیں اور میں الحمدللہ آزاد ہو گیا۔ اس کے بعد کذالك فعل باصحابي انہوں نے میرے باقی ساتھیوں کے ساتھ یہی معاملہ کیا ہاتھ پھیرنے لگے اور ہتھکڑیاں جو ہیں وہ ساری کی ساری ختم ہوگئیں بالآخر میں نے دیکھا کہ اس مشکل وقت میں

ہماری مشکل کشائی کرنے کیلئے یہ بزرگ تشریف لائے تو یہ کون ہوں گے چنانچہ میں نے ان سے عرض کیا حضور تعارف تو کروائیں کہ آپ کون ہیں تو انہوں نے مجھے فرمایا کہ ابشروا بنصر اللّٰہ انا نبیکم محمّد الرسول اللّٰہ تمہیں خوشخبری ہو تمہیں اللہ کی مدد کی کہ اللہ کی مدد تمہیں پہنچ گئی۔ اور میں تمہارا نبی ہوں محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور ساتھ ہی فرمایا کہ اے ابوالہول (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم دس کے دس آدمی ان پر حملہ آور ہو جاؤ فتح تمہاری ہوگی اور فتح کے بعد جب میسرہ بن مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تمہاری ملاقات ہو تو اقرئنی میسرة السلام تو میسرہ کو میرا اسلام کہہ دینا کہ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تجھے سلام فرمارہے تھے معلوم ہوا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کی حمایت کیلئے جو بھی جس طرح کا جہاد کرتا ہے اور خوش ہوتا ہے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ سے اس کیلئے سلام کے پیغام آتے ہیں۔ میسرہ بن مسروق کو جب یہ بات حضرت ابوالہول داسں نے سنائی تو وہ خوشی میں پھولے نہ سمائے کہ الحمدللہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہمارا یہ جو جہاد ہے یہ قبول ہے اور رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس طرح سے مدد فرمائی کہ دیکھو ان کے آگے ہتھکڑیوں کو ختم کردیا توڑ دیا اور آزادی عطا فرمائی تو معلوم ہوا صحابہ کرام کے عمل سے یہ ثابت ہے کہ آج بھی اگر ہم صحیح معنی میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام بن کے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہوں تو چاہے دور بھی ہوں، آدمی وسائل نہ ہونے کی وجہ سے مدینہ منورہ نہ بھی پہنچ سکے تو فکر کی بات نہیں یہیں بیٹھ کر درود وسلام پڑھ کر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض پیش کرے اور پھر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرکے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں گناہ گار ہوں آپ کی طرف متوجہ ہوں آپ میرے لئے سفارش فرمائیں تو رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کیلئے دعا فرماتے ہیں سفارش فرماتے ہیں اور اللہ ان کی سفارش کو قبول فرماکے اس دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہے اس کی بخشش فرمادیتا ہے یہ فرمان جو ہے اللہ جل جلالہ کا عام ہے۔

کوئی آدمی ہاں روضہ مبارک پر بھی حاضر نہیں ہوسکتا تو کوئی بات نہیں دور سے ہی اگر وہ عرض کردیتا ہے تو رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو فرمایا اسمع مالا تسمعون واریٰ مالا ترون میں سن لیتا ہوں جس کو تم نہیں سن سکتے اور میں دیکھتا ہوں جس کو تم نہیں دیکھ سکتے۔

فرمایا کہ محبت کے ساتھ میری طرف متوجہ ہو کر درود پڑھتا ہے تو اسمع الصلوٰۃ اھل محبتی میں تو خود اس محبت والے کا درود سنتا ہوں واعرفھم میں اسے پہچانتا ہوں کہ کون مجھ پر درود پڑھ رہا ہے تو معلوم ہوا درود وسلام پڑھ کے جہاں سے بھی جو متوجہ ہو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف۔

علامہ ابن قیم جو غیر مقلدوں کے مانے ہوئے امام ہیں انہوں نے بھی لکھا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لیس من عبد یصلی علی الا بلغنی صوتہ حیث کان

فرمایا جو بھی میرا غلام جہاں بیٹھ کر مجھ پر درود پڑھے چاہے کسی جگہ کیوں نہ ہو اس کا درود ضرور مجھ تک پہنچ جاتا ہے اور میں اس کا درود سن لیتا ہوں۔ رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس فریادی کی فریاد کو سنتے اور آج بھی مدد فرماتے ہیں اس کیلئے سفارش فرماتے ہیں۔ اس لئے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ نے فرمایا ؎

فریاد امتی جو کرے حال زار میں — ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

اُمتی فریاد کرے اور ہو بھی وہ رنجیدہ اور پھر رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کے متعلق اللہ نے فرمایا عزیز علیہ ما عنتم تمہیں جو چیز مشقت میں ڈالتی ہے وہ میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ناگوار گزرتی ہے تو رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے امتی کی تکلیف پر کیا فریاد نہ سنیں فرمایا یہ ہو ہی نہیں سکتا صرف تم پکارنے والے بنو اپنا تعلق قائم کرنے والے بنو۔ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آج بھی کرم فرماتے ہیں بلکہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے اولیائے کاملین سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیض سے وہ بھی مدد فرماتے ہیں۔ دیکھو شہنشاہِ بغداد حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

من استغاث بی فی کربۃ فرجت عنہ

کوئی آدمی کسی مصیبت میں مجھ سے استغاثہ کرے تو اس کی تکلیف کو دور کر دیا جائے گا۔ تکلیف دور کرنے والا تو اللہ ہے مطلب کیا ہے شہنشاہِ بغداد اس استغاثے کو سن کے اس کیلئے دعا کریں گے اور جیسے ہی وہ دعا کریں گے اللہ جل جلالہ اس کی مصیبت کو دور فرمادے گا اس کی مشقت کو حل فرمادے گا۔ آج بھی حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ پاک پر یہ لکھا ہوا ہے آپ کے دروازے پر مشرقی دروازہ جو ہے اس پر یہ لکھا ہوا ہے:

قف علیٰ بابی عند ضیق المناھج — تفریج القدم زاد ربی المدارج

الم تران اللہ اسبغ علینا نعمۃ — وولانی علیٰ قضاء الحوائج

کیا مطلب یہ آپ کا قول ہوا ہے کہ

قف علیٰ بابی عند ضیق المناهج　　　تفریع القدم زاد ربی المدارج

کہ جب تیرے لئے باقی رستے بند ہو جائیں تو تو میرے دروازے پر آ جا اور میرے دروازے پر آ کر استقامت اور مضبوطی کے ساتھ کھڑے ہو کر التجا کر اللہ کی بارگاہ میں استغفار کر زاد ربی المدارج اللہ نے میرے درجے بڑے بلند کئے ہیں اور ساتھ ہی فرماتے ہیں:

الم تران الله اسبغ علینا نعمة　　　وولانی علیٰ قضاء الحوائج

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اپنی نعمتوں کو کامل کر دیا ہے اور اللہ نے مجھے یہ توفیق عطا فرمائی ہے یہ ولایت عطا فرمائی کہ میں لوگوں کی حاجت روائی کروں قضاء حوائج کیلئے مجھے ولایت عطا فرمائی ہے کہ کوئی بھی اپنی حاجت لیکر آئے ہماری بارگاہ میں تو اللہ جل جلالہ اس کی حاجت کو پورا فرما دے گا۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا احیاء العلوم میں موجود ہے آپ کا یہ قول کئی محدثین نے بھی نقل کیا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں نقل فرمایا کہ جس سے امداد اس کی ظاہری حیات میں لی جا سکتی ہے بعد الوفات بھی اس سے امداد لی جا سکتی ہے یعنی یہ نہ سمجھو کہ جو ولی اللہ روحانی طور پر ظاہری زندگی میں ہماری مدد کرتے تھے اب بعد الوصال وہ ہماری مدد نہیں کر سکتے بلکہ حضرت شیخ احمد مرزوق حضرمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابوالعباس حضرمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا کہ اللہ والا جو ہے وہ اپنی ظاہری زندگی سے بھی زیادہ مدد فرما سکتا ہے تو حضرت ابوالعباس حضرمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہنے لگے ہاں تو نے بالکل ٹھیک کہا ہے اس لئے کہ ظاہری زندگی میں تو وہ اللہ والا دنیا میں بندوں کے پاس ہوتا ہے اور بعد الوصال اس کی روح جو ہے وہ اللہ کے پاس ہوتی ہے تو اللہ کے پاس ہونے کی وجہ سے اس میں طاقت زیادہ ہوتی ہے اللہ نے اسلئے فرمایا یا یتها النفس المطمئنة ارجعی الیٰ ربك (پ۳۰۔سورۃ الفجر:۲۷) کہ اللہ کے ولی کی روح کو کہا جاتا ہے اپنے ربّ کی طرف واپس لوٹ تو وہ ربّ کی طرف واپس لوٹتی ہے یعنی ربّ اسے پالتا ہے اس کی قوتیں پہلے سے زیادہ بڑھ جاتی ہیں نیز اس کی دنیا والی جو ذمہ داریاں ہیں مثلاً پانچ وقت کی نماز اس کیلئے فرض تھی اب وہ ختم ہو گئی اللہ والے جو ہیں وہ ظاہری زندگی سے بھی زیادہ مدد فرماتے ہیں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں چار ولیوں کے متعلق تو مشہور ہے کہ ان کی قبریں جو ہیں وہ آج بھی اس طرح فیض دیتے ہیں جس طرح ظاہری حیات میں دیتے تھے اور ان کی قبروں پر جو بھی دعا مانگی جائے قبول ہوتی ہے۔ حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرمایا کہ قبر موسیٰ کاظم تریاق مجرب لاجابة الدعاء کہ حضرت امام موسیٰ کاظم کی قبر شریف تو دعا کی قبولیت کے مجرب تریاق ہے۔ جس طرح تریاق زہر کو ختم کر کے

زندگی دے دیتا ہے اسی طرح سے کوئی آدمی دعا قبول کروانے کیلئے حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر جائے تو یوں سمجھو جیسے تریاق زہر کو ختم کر دیتا ہے اس طرح ان کی دعا سے گناہ ختم ہو جائیں گے اور اللہ اس کی دعا کو قبول فرمائے گا ان مزارات پر حاضری دینے سے اتنا فائدہ ہوتا ہے اور وہ چار بزرگ ان میں سے دو کا باقاعدہ ذکر کیا۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے حضرت شیخ معروف کرخی علیہ الرحمہ کی قبر اور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی شہنشاہِ بغداد کی قبر ایسی ہے کہ آج بھی وہاں جا کے جو کوئی دعا مانگے تو ان کی دعا قبول ہوتی ہے اور وہ جھولیوں کو بھرپور فرما دیتے ہیں تو اللہ جل جلالہ اس کی بخشش فرماتا ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے قیامت والے دن اپنے آپ کو جب وہ مرنے والا جنت کے اعلیٰ مقام میں دیکھ لے گا تو وہ اللہ کی بارگاہ میں عرض کرے گا یا اللہ میرے عمل تو اس قابل نہیں تھے کہ اتنا اونچا مجھے مرتبہ دے دیا جاتا مگر کون سا عمل تیری بارگاہ میں قبول ہوا کہ جس کی وجہ سے اتنا اونچا درجہ مجھے جنت میں دے دیا ہے تو اللہ فرماتا ہے **باستغفار ولدك** تیرا بیٹا جو تیرے لئے بخشش کی دعا کرتا تھا اس کی وجہ سے۔